سلسلہ ۱۱۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوٰۃ کا صحیح مصرف

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی صاحبؒ

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے زکوٰۃ کے مناسب محل اور اس کے اوقات کی حکمت و مصلحت کی بڑی اچھی وضاحت کی ہے وہ لکھتے ہیں :۔

"وہ دروازے جو صالح سلاطین نے بلا کسی تکلیف و مشقت کے زکوٰۃ کے لئے کھولے تھے اور جنکو عقل بھی قبول کرتی ہے چار ہیں ۔۔ اول یہ کہ اموالِ نامیہ سے زکوٰۃ لی جائے اس لئے کہ اس کی حفاظت کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور نمو ملک کے باہر آنے جانے کے بغیر پورا نہیں ہوتا ۔۔"

اموالِ نامیہ کی تین قسمیں ہیں ۔ مویشی ، کاشت ، تجارت

دوسرے یہ کہ خزانہ کے مالکوں اور سرمایہ داروں سے لی

www.abulhasanalinadwi.org

جائے اس لئے کہ انکو چوروں اور ڈاکوؤں سے اپنے مال کی حفاظت کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اُن کی آمدنی کی مدیں اتنی زیادہ ہیں کہ اس نئے خرچ سے ان کو کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

تیسرے یہ کہ انکے اموال سے لی جائے جو بغیر کسی محنت وسعی کے ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ مثلاً عہدِ جاہلیت کے خزانے، اور قدیم مار کے دفینے اس لئے کہ انکی حیثیت بالکل مفت کی سی ہے اور اس میں سے خرچ کرنا بہت آسان ہے۔

چوتھے یہ کہ عام تجارت پیشہ لوگوں سے لی جائے۔ اگر سب سے تھوڑا تھوڑا لیا جائے گا تو ان پر زیادہ بار بھی نہ ہوگا اور مجموعہ کافی ہو جائے گا۔

تجارت (مع درآمد برآمد) غلہ اور پھل زکوٰۃ کی سب سے اہم قسمیں ہیں جن میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے لئے ایک سال رکھا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درمیان میں مختلف فصلیں، اور حالتیں پیش آتی ہیں جنمیں پیداوار میں اضافہ کا امکان بہت رہتا ہے اور اس کا اندازہ کرنے کے لئے ایک سال بالکل کافی ہے۔

آسان اور مطابقِ مصلحت یہی ہے کہ زکوٰۃ انہی اموال کا ایک جزو ہو۔ مثلاً اونٹ کے گلے سے ایک اونٹنی، گائے کے ریوڑ سے ایک گائے، بکری کے ریوڑ سے ایک بکری۔

www.abulhasanalinadwi.org

زکوٰۃ کے مصارف

اور اس کے اجتماعی نظام کا قیام

زکوٰۃ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے سورہ برأت کی آیت میں بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد ہے:۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

"صدقاتِ واجبہ تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق ہیں جو ان پر مقرر ہیں، نیز انکا جن کی دلجوئی منظور ہے، اور (صدقات کو صرف کیا جائے) گردنوں (کے چھڑانے) میں اور قرضداروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد میں) یہ (سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ بڑا علم والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔" (سورۃ البراۃ)

سورۃ براءۃ فتحِ مکہ کے بعد نازل ہوئی۔ اس وقت اسلام کی بنادیں مستحکم ہوگئی تھیں۔ اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر رہے تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے بعد زکوٰۃ کا اجتماعی نظام قائم کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف جگہوں پر اپنے عمال اور محصلین بھیجے اور ان کو اس کی تحصیل کے احکام اور آداب بھی بتائے اور بہت سی ایسی وصیتیں کیں جن میں شفقت، حکمت اور انفرادی مصلحت کے ساتھ اجتماعی مفاد بھی وابستہ تھا۔

چنانچہ آپ نے معاذ بن جبلؓ کو سنہ ۱۰ھ میں یمن روانہ کرنے سے پہلے جو ہدایات دیں وہ زکوٰۃ کے قانون کی اساس اور گویا اسکا سرکاری منشور ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:-

"تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں پس دعوت دو انکو اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ یہ بات قبول کر لیں تو انکو یہ بتاؤ کہ اللہ نے ان پر ایک صدقہ فرض کیا ہے جو انکے اغنیاء سے لیا جائے گا اور انکے فقراء کو دے دیا جائے گا۔ اگر وہ یہ بات بھی منظور کر لیں تو پس تم کو چاہیئے کہ انکے بہترین مال پر ہاتھ ڈالنے سے احتراز کرو۔ اور مظلوم کی دعا اور پکار سے ڈرو اس لئے کہ اللہ اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ زکوٰۃ کے بنیادی مصالح اور

www.abulhasanalinadwi.org

اس کے احکام کے اسرار اور حکمتوں کا ذکر کرتے ہوئے حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں :۔

"جاننا چاہیئے کہ زکوٰۃ میں سب سے زیادہ اہم دو مصالح ہیں۔ پہلی مصلحت تہذیب نفس ہے۔ اس لئے کہ نفس اور حرص و بخل کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو معاد میں انسان کو سخت ہلاکت میں ڈال سکتی ہے۔ جو حریص ہوگا مرتے وقت بھی اُس کا دل مال میں اٹکا رہے گا اور اس کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ اگر زکوٰۃ کی مشق اسکو ہوگی تو یہ حرص اس سے ختم ہو چکی ہوگی جو بالآخر اسکو نفع پہنچائے گی۔

انابت اور رجوع الی اللہ کے بعد معاد میں سب سے اعلیٰ اخلاق سخاوت نفس ہے۔ جسطرح رجوع الی اللہ، انابت و عبودیت و دعا اور تضرع سے عالم جبروت سے مناسبت اور قرب پیدا ہوتا ہے۔ اسیطرح سخاوت خسیس اور پست دنیاوی صورتوں اور شکلوں کو توڑتی ہے۔ اس لئے کہ وہ بہیمیت کی ضد ہے۔

اور اس کی اصل یہ ہے کہ ملکوتی (فرشتوں والی صفات) غالب ہوں اور بہیمانہ صفات ان سے دب جائیں بلکہ انکے رنگ میں رنگ جائیں۔ اور ان پر بھی اس حکم کا اطلاق ہونے لگے جو ملکوتی صفات پر ہوتا ہے۔ اس کا راستہ یہی ہے کہ مال کو باوجود ضرورت واحتیاج

www.abulhasanalinadwi.org

کے راہِ خدا میں خرچ کیا جائے۔ ظالم کو معاف کیا جائے۔ مصائب پر صبر کیا جائے اور دنیاوی تکالیف و مشکلات آخرت کے یقین کی وجہ سے آسان و خوشگوار ہو جائیں۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے ان سب چیزوں کا حکم دیا ہے اور انکے حدود مقرر فرمائے ہیں انہیں مال کا خرچ کرنا بھی ہے جو بہت سے حدود و قیود کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی اہمیت اتنی ہے کہ ایمان اور نماز کے ساتھ قرآن مجید میں جگہ جگہ اسکا ذکر ہے اللہ تعالےٰ اہل نار کے بارے میں فرماتا ہے:۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ہ"

(ترجمہ) "وہ کہیں گے کہ ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ ہم غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور مشغلہ میں رہنے والوں کے ساتھ ہم بھی مشغلہ میں پڑے رہتے تھے"

دوسری مصلحت کا تعلق شہر سے ہے اس لئے کہ ضعفاء اور اہل حاجت جمع ہونگے۔ اگر انکی ہمدردی و اعانت کی پرسش نہ ہو تو وہ سب بھوک سے ہلاک ہو جائیں۔ اس کے علاوہ شہروں کا نظام مال پر قائم ہوتا ہے اور ان شہروں کی حفاظت کے ذمہ دار اور وطن کے مدبرین و منتظمین اپنی ان مشغولیات اور ذمہ داریوں کی وجہ سے

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی باقاعدہ ذریعۂ معاش اختیار نہیں کر سکتے انکی معیشت کا انحصار بھی اسی پر ہوتا ہے مشترکہ اخراجات یا چندے نہ سب کے لئے آسان ہیں نہ ممکن اس لئے رعیت سے ان مصالح کے لئے مقررہ رقم وصول کرنا مناسب دستور ہے۔

اور چونکہ مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ یہ دو مصالح باہم لازم ملزوم رہیں اس لئے شرع نے بھی اس کو ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ رکھا ہے۔ علامہ بحر العلوم فرنگی محلی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ٹیکس نہیں بلکہ دوسری عبادتوں کی طرح خالص اللہ کی عبادت ہے وہ لکھتے ہیں:-

"ادائیگی زکوٰۃ کے وقت نیت کی درستی بہت ضروری ہے۔ اس لئے کہ زکوٰۃ بہت بڑی عبادت ہے جس طرح نماز کا مقصد سوائے حصول عبادت کے کچھ نہیں چنانچہ نیت اس کیلئے فرض ہے اگر بلا نیت ادا کریگا تو جس طرح نماز بلا نیت کے نہیں ہوتی زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔ البتہ نماز بلا نیت کے باطل ہو جاتی ہے بخلاف زکوٰۃ کے جو بلا نیت کے ہدیہ ہو جاتی ہے چنانچہ ہدیہ کا ثواب اس کو ضرور حاصل ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نیکو کار لوگوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔"

زکوٰۃ کی نمایاں خصوصیات

زکوٰۃ کی بہت سی ایسی نمایاں خصوصیات ہیں جو ان انسان کے خود ساختہ قوانین اور حکومت کے عائد کردہ ٹیکسوں سے بہت مختلف ہیں۔ ان مابہ الامتیاز خصوصیات نے زکوٰۃ کو ایک خاص رنگ اور مزاج بخشا ہے اس کو دینی تقدس اور پاکیزگی عطا کی ہے اور اس کے اندر زندگی و اخلاق پر اثر انداز ہونے اور خدا و بندہ کے تعلق کو استوار اور مستحکم کرنے کی ایسی قوت و صلاحیت پیدا کردی ہے جو کسی دوسرے دنیاوی ٹیکس میں (خواہ اس میں انصاف و اعانت کو زیادہ سے زیادہ ملحوظ رکھا گیا ہو) نہیں ہے اور نہ ممکن ہے۔

تبشیر و انذار

ان خصوصیات میں سب سے زیادہ بنیادی اور موثر چیز ایمان و احتساب کی وہ روح ہے جو اس فریضہ میں جان ڈال دیتی ہے اس روح یا اسپرٹ سے رسمی ٹیکس، سرکاری قوانین اور معاشی حد بندیاں قدرتی طور پر بالکل محروم ہیں بلکہ اس کے برعکس ان میں ناراضگی، گرانی اور بددلی کا عنصر بہت نمایاں ہوتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکس دینے والا یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ ٹیکس اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے اور اس پر اجر و ثواب

www.abulhasanalinadwi.org

ملے گا۔ بلکہ وہ جاتا ہے کہ یہ ٹیکس لگانے والے خود اس جیسے انسان ہیں اور شاید اس سے بھی پست تر ہیں۔ اور اس ٹیکس سے ہونے والی آمدنی زیادہ تر تعیشات، اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے یا چند اشخاص اور مخصوص پارٹیوں کے مفاد پر صرف ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ ان ٹیکسوں کے ساتھ دینی ترغیب کی کوئی قوت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کی بجائے جرمانے، دھمکیاں، سزائیں اور خشک سخت ترین قوانین ہوتے ہیں۔ جن سے عوامی ناراضگی، بے اطمینانی اور بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

ان حکمتوں کی وجہ سے جنکو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا قرآن وحدیث اور نبوی تعلیمات میں زکوٰۃ کا ذکر ہمیشہ فضائل، دنیا و آخرت میں اس کے نتائج، ثمرات، اجر و ثواب، مال و دولت میں برکت، یا زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کو عذاب الیم کی وعید اور بے برکتی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَـهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ـــ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَـهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

www.abulhasanalinadwi.org

ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى

لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(ترجمہ) جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں انکے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اگیں۔ ہر ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے افزونی دیتا رہتا ہے۔ اللہ بڑا وسعت والا ہے بڑا علم والا ہے۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور جو کچھ خرچ کر چکے ہیں اس کے عقب میں احسان واذیت سے کام نہیں لیتے۔ انکے لئے انکا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے اور ان پر نہ کوئی خوف واقع ہوگا۔ اور نہ غمگین ہوں گے۔"

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اسلامی شریعت میں ان فضائل کے مقام واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے خوب لکھا ہے:۔

" انفاق کی ترغیب وفضیلت پر جو احادیث آئی ہیں انکا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ یہ عمل سخاوت کے ساتھ ہو جو زکوٰۃ کی روح ہے۔ اور تہذیب نفس کا کام بہت حد تک اس سے انجام پا سکتا ہے۔ بخل کی

www.abulhasanalinadwi.org

برائی بار بار اس لئے بیان کی گئی کہ حرص ایسی چیز ہے جو مانع زکوٰۃ کو نقصان پہنچا سکتی ہے اور جس کا اشارہ اس حدیث میں ہے کہ :۔

"اللّٰھم اعط منفقاً خلفاً و اللّٰھم اعط ممسکاً تلفاً ۔" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حرص سے بچو اس لئے کہ حرص ہی نے تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا ہے۔ دوسرے موقع پر ارشاد ہے :۔

ان الصدقة لتطفی غضب الرب"

"بیشک صدقہ اللہ تعالےٰ کے غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے ۔"

ایک مرتبہ فرمایا :۔

ان الصدقة لتطفی الخطیئة

"بے شک صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے "

ایک اور حدیث ہے کہ :۔

" اللہ تعالےٰ صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اس کو بڑھاتا رہتا ہے"

www.abulhasanalinadwi.org

مالداروں سے لیا جائے اور غربا میں تقسیم کیا جائے

زکوٰۃ اور اُن ٹیکسوں کے درمیان جو شخصی سلطنتوں میں یا نئے زمانے کی جمہوری اور عوامی حکومتوں میں نظر آتے ہیں ایک نمایاں اور بنیادی فرق جو اس کے اثرات و نتائج پر پورے طور پر اثر انداز ہے وہ اس کی شرعی ساخت اور حیثیت ہے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بلیغ و معجزانہ الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا۔

"تؤخذ من اغنیائهم وترد علیٰ فقرائهم۔"

"انکے دولتمندوں سے لیا جائے اور اُنکے غرباء میں تقسیم کیا جائے۔"

یہ زکوٰۃ کی وہ شرعی حیثیت ہے جو عہد اوّل میں نظر آتی ہے۔ اور جو قیامت تک برقرار رہنی چاہیئے۔ وہ ان اغنیاء (جو اس کے شرائط فرضیت پر پورے اترتے ہیں اور زکوٰۃ کا منصوص اور معین نصاب انکے پاس موجود ہے) سے لے کر انکی مصارف میں صرف کی جائے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں

www.abulhasanalinadwi.org

بیان فرمائے ہیں اور کسی مقنّن اور قانون ساز ادارے یا شخصیت کو اس کا حق نہیں دیا کہ وہ اس میں اپنی طرف سے کچھ ترمیم کرسکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ (الآیۃ) "صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں کا حق ہے۔"

شریعت اور احادیث نبوی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد شہر کے فقراء اور اہل حاجت ہیں۔ زکوٰۃ کا یہ نظام ان حکومتوں میں بھی قائم رہا جو اسلامی قوانین کی تطبیق پر سو فیصدی عامل نہ تھیں۔ چنانچہ فقراء و مستحقین ان حکومتوں کے سائے میں کبھی اپنے حقوق سے کلیۃً محروم نہیں رہے اور حدود اللہ کبھی پوری طرح معطل نہیں ہوئے۔ یہ وہ حکومتیں ہیں جنکی مذمت میں بہت سے غرض مند مورخ اور مستشرق پیش پیش نظر آتے ہیں بلکہ انکے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے داعی ہیں۔

تقویٰ، تواضع اور اخلاص کی اسپرٹ

زکوٰۃ کا تیسرا امتیازی پہلو اخلاص، تواضع اور ممنونیت کی وہ روح ہے جو ہر لمحہ اس میں جاری و ساری رہتی ہے اس سے مراد زکوٰۃ کے آداب، اعلیٰ اخلاق اور دینی جذبات ہیں جنکا ذکر قرآن مجید میں بہت اہتمام سے بار بار کیا گیا ہے اور زکوٰۃ دینے والوں کو ان صفات سے بہرہ ور ہونے کی ترغیب دی گئی ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اس نے اہلِ خیر کو اسکی تلقین کی ہے کہ وہ احسان جتانے سے پرہیز کریں اور اپنے صدقہ وخیرات کو اس سے ملوث کر کے بے قیمت نہ بنائیں۔ اس نے اہلِ خیر کی مدح کی ہے۔ جنکے اندر تواضع واخلاص کی یہ روح پائی جاتی ہے اور زکوٰۃ ادا کرتے وقت یہ سب کیفیات ان پر طاری ہوتی ہیں۔ ارشاد ہے :۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۔

(ترجمہ) " اور جو لوگ دیتے رہتے ہیں جو کچھ دیتے رہتے ہیں اور انکے دل اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ انہیں پروردگار کے پاس واپس جانا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے :۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

(ترجمہ) " تمہارے دوست تو بس اللہ اور اسکا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اس حال میں کہ وہ خشوع بھی رکھتے ہیں۔"

ان اہلِ خیر کی تعریف کرتے ہوئے وہ انکو اخلاص کامل اور ہر قسم کی اغراض سے آزادی سے متصف قرار دیتا ہے۔

بشکریہ :۔ تعمیرِ حیات لکھنؤ، ۲۵/مارچ ۱۹۸۹ء

www.abulhasanalinadwi.org

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

صدیقی ٹرسٹ

ایصالِ ثواب کیجئے

قرآن کریم کی مُفت تقسیم و ترسیل تبلیغ اسلام کیلئے کتب و رسائل کی اشاعت بہترین صدقۂ جاریہ ، اور ایصالِ ثواب کے لئے اعلیٰ تحفہ ہے ـــــ

فرمودہ حضرۃ مولٰنا ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صدیقی عارفیؒ مدظلہٗ

اپنے مرحوم اعزّہ و آباء و اجداد اور احباب کے لئے ایصالِ ثواب کرنا بھی بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور بہترین صدقۂ جاریہ ہے ۔

میں اپنے ذوق اور قلبی تقاضہ سے ایک بات کہتا ہوں جس کا جی چاہے عمل کرے یا نہ کرے ، ہم پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق کے بعد والدین کے حقوق واجب فرمائے ہیں انہوں نے پالا پرورش کیا ، دعائیں کیں راحت پہونچائی اور جب تک تم بالغ نہیں ہوئے تمہارے کفیل رہے اور جب تم بالغ ہوئے تو تم نے ان کی کیا خدمت کی ہوگی ؟

تو دیکھو جتنا سرمایہ ہے اپنے زندگی بھر کے اعمالِ حسنہ کا اور طاعاتِ نافلہ کا سب نذر کر دو اپنے والدین کو ۔ ان کا بہت بڑا حق ہے کیونکہ والدین کو اللہ تعالیٰ نے مظہرِ ربوبیت بنایا ہے اس عملِ خیر کا ثواب تمہیں بھی اتنا ہی ملے گا جتنا دے رہے ہو ، بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ یہ تمہارا ایثار ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے ۔

میں تو اپنی ساری عمر کی تمام عبادات و طاعاتِ نافلہ اور تمام اعمالِ خیر اپنے والدین کی رُوح پر بخش دیتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا ۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ واسعہ سے قبول فرمالیں ۔

اپنی عباداتِ نافلہ کا ثواب احیاء و اموات (زندہ و مردہ) دونوں کو منتقل کیا جاسکتا ہے ۔

(مجلس ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ)

صدیقی ٹرسٹ

القادر پرنٹنگ پریس فون : 7723748

www.abulhasanalinadwi.org